پاکستان اور احرار

از

مفکر ملت فخر قوم جناب چوہدری افضل حق صاحب (احرار)

جسے

الٰہ بخش نائب صدر شعبہ تبلیغ مجلس احرار لاہور

نے

بتقریب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن

پاکستان سیشن لاہور منعقدہ یکم مارچ ۱۹۴۱ء

نوٹ

یہ ٹریکٹ عوام الناس کو مفت ملتا ہے مگر ممبران احرار کیلئے قیمت ۱ر

باہتمام غلام محمد بٹ پرنٹر خادم پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر الٰہ بخش ناشر نے شائع کیا

ذیل کا مضمون محترم مدیران 'انقلاب' کے جواب میں تصویر کا
ایک رخ ہے دوسری قسط میں اس کے دوسرے رخ کو
عرض کرونگا لیکن مجھے آشوب چشم کے باعث تکلیف رہی
ہے اس میں دو دن کی اور دیر لگ جائیگی۔ یہ قسط اس لئے
لکھدی ہے تاکہ بحث ذہن سے اتر نہ جائے۔ کم از کم ایک حصہ
تو سامنے آجائے۔ دوسری قسط حکومت الٰہیہ اور
پاکستان ہوگی۔ اس بحث سے پیدا شدہ مسائل کا عادلانہ
حل ہوگی اور بتایا جائیگا کہ پاکستان مجلس احرار کے نزدیک
کیوں خارج از بحث نہیں۔

افضل حق ——— ۱۰۔ فروری سنہ ۴۱ء از کراچی

محترم مدیران 'انقلاب' لاہور نے کمال مہربانی سے کام لیکر مجھ طالب علم کے افکار کو ہمیشہ حسن ظن کی بنا پر ہی دیکھا ان کی نوازشوں کا یہ سلسلہ باوجود اختلاف رائے مدت سے یونہی جاری ہے۔ میں مجلس احرار کا دل ہوں نہ دماغ بلکہ احرار کا ادنیٰ والنٹیر ہوں۔ اور سیاسیات میں طالب علم۔ جو میری طرح تلاش علم میں نکلتا ہے اس کے دل میں اختلاف رائے رکھنے والوں کے لئے بجز عزت و احترام کے جذبے کے کچھ اور نہ ہونا چاہئے ملکی مسائل پر بحث مناظرانہ رنگ سے پاک ہونی ضروری ہے ورنہ قوم کا دماغ الجھنوں میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ شخصی ہار جیت کی سپرٹ کار فرما نہ ہو تو سیاسی مذاکرات رحمت ہیں ورنہ اختلاف افراد کی پریشانی طبیعت کا باعث اور قوم کے لئے زحمت بن جاتا ہے۔

دل اللہ کا گھر بھی ہے اور شیطان کا مسکن بھی۔ اس لئے ہر مضمون کو اللہ کے پاک نام سے شروع کرتا ہوں تاکہ نفس کی شرارتوں سے بچکر علم و یقین کے مطابق سچی بات کہ سکوں۔ میں نے پاکستان کے تخیل کو کبھی خارج از بحث قرار نہیں دیا۔ مجلس احرار آزادئ ہند سے پہلے پاکستان کے تصور کو عقل سے بعید سمجھ کر نظر انداز کرتی ہے۔ غلامستان کے اندر پاکستان دراصل پلیدستان ہے۔ غلام ہندوستان کے اندر پاکستان کی رٹ لگانیوالے عوام کے جذبات سے کھیلنا پسند کرتے ہیں ہندووں کے ہاتھوں مسلمانوں کے مجروح دلوں کی صدا کو صرف اپنے ادنیٰ ارادوں کی تکمیل کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں اور اکثر متضاد باتیں کہتے ہیں میرے محترم بھائیوں نے میرے بیان کردہ وجوہات کو دہرایا ہے اور مضمون کو چند دلخراش تعریفات کے ساتھ ختم کر دیا ہے حالانکہ ملکی مسائل کو شخصی مباحث سے الگ رکھنا ضروری تھا۔ بہرحال انہوں نے اپنے دلائل و اعتراضات کو عین سوال کیصورت بیان کر کے بحث کو محدود کر کے معاملے کو آسان کر دیا ہے انکا سوال یہ ہے :-

چوہدری صاحب سے ایک سوال ..... علاوہ بریں چوہدری صاحب کو معلوم ہے کہ کانگریس نے نہ تو ہندو کے سوشل بائیکاٹ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ نہ ہندو کے اقتصادی اقتدار میں کمی کا کوئی انتظام کیا نہ سرمائے کی مساوی تقسیم کے لئے کوئی قدم اٹھایا۔ نہ اس کے کار فرماؤں کی فطرت و طبیعت کو ان امور سے کوئی مناسبت ہے کانگریس کا سارا زور اس بات پر صرف ہوتا رہا کہ ہندو کے ہمہ گیر اقتدار میں فرق نہ آئے۔ اگر اچھوتوں سے میل جول پیدا کرنے کے لئے زبانی کچھ کہا گیا تو غرض صرف یہ تھی کہ اچھوت علیحدہ ہو کر

ہندوؤں کے مقصد اقتدار کا قصر ڈھانے کے لئے تیار نہ ہو جائیں
کانگریس مسلسل ومتواتر زیادہ سے زیادہ اختیارات والے
مرکز پر زور دیتی رہی اور صوبجاتی آزادی کی زیادہ سے
زیادہ مخالفت کرتی رہی ہندوستان کی وحدت اسے محض
اس لئے مطلوب ہے کہ ہندوؤں کو اسلامی اکثریت والے حلقوں
پر بھی تسلط حاصل رہے لیکن ان تمام حقائق کو چوہدری صاحب
نے اور ان کی مجلس نے نظر انداز کر کے کانگریس کی حمایت
میں ہر موقعے پر سرگرمی دکھائی۔ لیکن اپنے ہم مذہب لیگی بھائیوں کی
وہ ہمیشہ مخالفت کرتے رہے۔ حالانکہ ان مسلمانوں کے ساتھ
بعض اختلافات کے باوجود انہیں گونہ قرب حاصل تھا مثلاً
مسلمان مجلسی بائیکاٹ کے روادار نہ تھے۔ سرمایہ دار نہ تھے
کیا اس لئے چوہدری صاحب کوئی وجہ جواز پیش کر سکتے ہیں۔

ہندوؤں کے سوشل بائیکاٹ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا

ہندو کے جس طرز عمل نے مسلمان کی زندگی تلخ کر رکھی ہے وہ اس
کی مجلسی نارواداری ہے۔ اس امر کو تسلیم کرنے کے باوجود کسی مسلمان کا آتش
زیر پا نہ ہونا اس کے ضعیفِ ایمان کی دلیل ہے۔ آج ہی پوری سچائی کیساتھ
اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ میں اور مجلس احرار ان معنوں میں بہت
ضعیف نکلے ہیں کیونکہ ہم سعی وعمل کا بڑا نتیجہ قوم کے سامنے پیش نہیں
کر سکے لیکن آپ بھی اتنا مان لیں کہ پاکستان و لیگ کے حامیوں میں
کوئی احرار جتنا کام بھی نہ کر سکا نہ اب ان کے ذہن میں کوئی تدبیر
ہے آج بھی یہ ایک احرار کا فلم ہے۔ جو ہندو کے سوشل بائیکاٹ کے مسئلے کو

نمایاں کررہا ہے اور جس کے جواب میں آپ الزامی جواب دے رہے ہیں شاید میں اپنے مخالفوں کو تو عمر بھر قائل نہ کرسکوں لیکن انصاف پسند دوست ضرور اس جماعت کی متواتر کوششوں کی داد دینگے میری آپ بیتی میں احرار بیتی کا سارا نقشہ سامنے آجائیگا۔

میں ابھی چھٹی جماعت میں تھا کہ سب سے پہلے ہندو کے نفرت بھرے طرز عمل کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور ہندو کے ہاتھ سے نہ کھانے کا عہد کیا حضر میں سفر میں بھی جان کو جوکھوں میں ڈالکر ۱۹۲۱ء تک اسی عہد کو نبھاتا رہا میں بعض ہندؤوں کے شخصی کیریکٹر کی عظمت کا قائل ہوں وہ خود ہندو کے نفرت انگیز طرز عمل سے دل برداشتہ ہیں اُنکے حال کو دیکھ کر اب میں نے ترمیم کر لی ہے کہ میں اسی ہندو کے ہاتھ کا کھاتا ہوں جو میرے ہاتھ کا لیکر کھائے اس کے ساتھ میں اتنا اضافہ کر دوں کہ سبھی احرار کا یہی حال ہے بعض اس سے بھی تشدد میں ۱۹۲۳ء میں میں نے سب سے پہلی کتاب فتنہ ارتداد لکھی اور مرتدین کے علاقے کا دورہ کر کے مسلمانوں کے سامنے یہ نظریہ پیش کیا کہ اچھوت باہمی میل جول میں رکاوٹ ہے اور اس کے باعث مسلمان کا مجلسی درجہ ہندو سے کم ہوگیا ہے کوئی تو مم کم درجے کے لوگوں میں شامل نہیں ہوسکتی مسلمان ملکانوں میں اس لئے تبلیغ اسلام سے ناکام رہے ہیں کہ سوامی شردھانند ملکانوں کو صرف اتنی بات کہتے ہیں کہ دیکھو مسلمان اچھوت ہیں میں تم کو اعلیٰ سوسائٹی میں شامل کررہا ہوں تم مسلمانوں کو اچھوت سمجھتے ہو کیا اپنے اچھوتوں میں شامل ہونا چاہتے ہو یا ہم اعلیٰ ذات کے لوگوں میں انکے لئے سوامی جی کی بات زیادہ قابل قبول تھی ۱۹۲۵ء میں بڑے پیمانے پر ہم نے سوشل بائیکاٹ کے مقابلے کی تحریک شروع کی۔ حکومت نے ہمارے کارکنوں کو پکڑ لیکن

راولپنڈی۔ لائلپور اور ہوشیار کے عام دوکاندار و نیز گرفتاریاں شروع کر دیں سال بھر مقدمات چلتے رہے باوجود حکومت کے پاس ڈیپوٹیشن لے جانیکے سر ملکم ہیلی نے ایک سنی گورنمنٹ کے ایک مسلمان ممبر کی معرفت صاف کہدیا کہ یہ تحریک شرانگیز ہے حکومت اس کو سختی سے دبا چکی ہیں ۱۹۲۷ء میں کونسل میں پہنچا اسی سال پنجاب کے جیلوں کا مجھے وزیر بنا دیا گیا میری اور مولانا مظہر علی کی چھ برس کی خاموش کوششوں اور رات دن کی مساعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج پنجاب کی جیلوں میں ہندو مسلمان کے الگ الگ لنگر بنا دیئے گئے کیونکہ مسلمانوں کا الگ کچن نہ ہونیکے باعث سیاسی و غیر سیاسی مسلمان قیدیوں کو ذلت کی زندگی بسر کرنی پڑتی تھی اور ڈولے سے ان کے ہاتھوں پر روٹی پھینکی جاتی تھی ہندو دوستوں نے مجھے متعصب کہا۔ مسلمان ممبر لاپرواہ رہے مگر ہم نے ہمت نہیں ہاری پھر سنہ ۱۹۳۱ء سے سنہ ۱۹۳۴ء تک ہمیں جیلوں میں رہنا پڑا باہر نکلکر ہم نے حالات کا جائزہ لیا اور سنہ ۱۹۳۵ء کے سرکاری طرز عمل کے پیش نظر محتاط طریقہ اختیار کیا ایک ضلع میں جہاں والنٹیروں کی .... کثرت تھی پھر تجربہ کیا گیا اسلوب یہ رکھا کہ عوام کا کوئی دخل نہو ساری ذمہ داری والنٹیروں پر پڑے ضلع لائلپور اور شیخوپورہ میں کام شروع کیا گیا ہندو اخبارات نے قیامت سر پر اٹھا لی کہ احرار والنٹیر مسلمان عورتوں کو ہندو دوکانوں سے کیوں روکتے ہیں۔ علاقے کے مسلمان سب انسپکٹروں نے احرار پر لاٹھیوں کا مینہ برسایا۔ کسی مسلمان اخبار نے ہماری مدد نہ کی۔

ہمارا قصور

ہمارا قصور یہ ضرور ہے کہ مجلسی کمزوریوں کو رفع کرنیکے ساتھ ساتھ ہم سیاسی

آزادی کے بھی قائل ہیں اسلئے رجعت پسند طبقے کو ہمارا وجود ہی ناپسند ہے خود تو کسی کام کے قابل نہیں ہندو کے سوشل بائیکاٹ کا مقابلہ کرنیکے بجائے ہندو و نیکے خلاف مسلمان کے دلمیں جو مبنی برحق غصہ ہے اُسے ہمارے خلاف یہ کہکر پھیر کا نا ہے کہ دیکھو احرار ہندوؤں کے تنخواہ دار ہیں ورنہ مسلمانکو ہندوکے تعصب اور سوشل بائیکاٹ سے بچانے میں ہم سب سے بیتاب ہیں میرے محترم دوستوں کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ بقول آپکے میرے اور مجلس کے کانگریس کی حمایت میں ہر موقعے پر سرگرمی دکھانے کے اس موقعے پر بھی جیل میں بیٹھ کر میں نے "پاکستان اور اچھوت" پر انگریزی میں ۱۷۵ صفحات کی کتاب لکھی ہے اسکا کوئی حصہ ناانصاف کانگریسی اور ہندو کو قابل قبول نہوگا اس میں مینے بھی تین نومونکی یففوری دہرائی ہے صوبونکی زیادہ سے زیادہ آزاد کرنے اور سوسائٹی کے اقتصادی اور سوشل نظام کو بدلنے پر زور دیا ہے اور صاف لکھا ہے کہ ہندوستانکی مصیبتونکا باعث ہندوؤنکا "مجھے نہ چھو" کی پالیسی ہے۔ اور مسلمان پاکستان کا نعرہ بلند کرنے میں حق بجانب ہے یہ کتاب انگریزی میں اسلئے لکھی ہے کہ ہر ذمہ دار ہندو پڑھ سکے۔ اور مسلمان کے ساتھ اپنے سلوک پر شرمندہ ہو اور پاکستان کے نعرے کو مجروح دل کی چیخ سمجھ کر اصلاح حال پر توجہ دے سکے یہ کتاب چوہدری برکت علی مکتبہ اردو لاہور والے چھاپ رہے ہیں۔ میں انکو لکھ رہا ہوں کہ وہ اپنی اولین فرصت میں آپکو پہنچا دیں غرض ہم تو کسی حال میں بھی اس مسئلے سے غافل نہیں ہوئے باوجود اسکے کہ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے مخالفونکی زبان طعن درازی رہیگی اور وہ کبھی اپنے عمل کا جائزہ نہ لیں گے۔

صوبوں کی آزادی

ہمارے ساتھ بے انصافی کا ایک پہلو ہی نہیں بلکہ اور بھی ہیں یہ آواز

سب سے پہلے جس گروہ نے اٹھائی وہ بھی احرار کا گروہ ہے سنہ ۱۹۲۸ء کی آل انڈیا پارٹیز
کانفرنس لکھنؤ میں یہ مسئلہ پیدا ہوا مجھے یاد ہے کہ جب میں نے صوبوں کی آزادی کا مسئلہ
اٹھایا تو خود وہ مسلمان جو آجکل صوبوں کی آزادی کے علمبردار ہیں متعجب تھے انہیں
اسکی ضرورت اور اہمیت سمجھ میں نہ آئی مسلم کانفرنس کے سیکرٹری مولانا شفیع داؤدی
احباب کو جمع کر کے میرے پاس آگئے کہ یہ آپنے کیا سوال اٹھا دیا ہے میں نے انکی معروضات
کی اہمیت کی جب وضاحت کی تو وہ نیم دلی سے قائل ہو گئے کہ ہاں آپکا یہ پہلو
بھی ہے پھر پریس اور پلیٹ فارم سے مسلسل یہ پروپیگنڈا احرار نے جاری رکھا
جہانتک مجھ سے ہو سکا اپنی طاقت کے مطابق برسرِ اقتدار مسلمان دوستوں کے ذہن
نشین کرایا کہ مرکز سے پہلے آزاد صوبہ جات کا قیام ضروری ہے فیڈریشن کا قیام
اسلامی نظریہ کے ماتحت نہیں۔ صوبوں کی زیادہ سے زیادہ آزادی ملکی لحاظ سے
بھی بے حد ضروری ہے۔

عادلانہ اور مساویانہ نظام کا قیام

تمام اسلامی جماعتوں میں سے مجلس احرار اپنی ساخت اور ذہن کے اعتبار
سے ہی نہیں بلکہ خیال کی نشر و اشاعت کے لحاظ سے بھی سب اسلامی جماعتوں میں
وہ جماعت ہے جو اقتصادی بنیادوں کو بدلکر نئے عادلانہ اور مساویانہ نظام
کی مدت کی آواز بلند کر رہی ہے وہ اس مسئلے کو اپنی زندگی کا اہم جزو سمجھتی ہے
ابتدائی مضمون میں میں نے صاف کہہ دیا تھا کہ ہندو سرمایہ دار جو پاکستان کا مخالف
ہے وہ بھی نیک نیت نہیں وہ بھی ایسے وسیع ہندوستان کو اپنے زیر نگین دیکھنا
چاہتے ہیں جس میں ہندو اور مسلمان عوام پر اُسکی اجارہ داری قائم ہو جہاں وہ
ہر مذہب کے پیروؤں پر بلا شرکت غیرے حکومت کر سکے اور انہیں لوٹ کر عیش
کر سکے یہی حال چند سکھوں کا ہے وہ بھی پنجاب میں سکھ سرمایہ دار ذہنی حکومت چاہتے

ہیں تاکہ سکھ ہندو اور مسلمان عوام انکا آسان شکار ہو سکیں ۔ اس تجربہ کے باوجود آپکو اعتراض ہے کہ میں نے لیگی بھائیوں کی مخالفت کی اور ہندوؤں کو چھوڑ دیا میں نے کانگریس کے رویے کو مبہم قرار دیکر اس مضمون ہی میں نہیں بلکہ اپنے پشاور کے خطبے اور اخبار "مدینہ" کے سلسلہ مضامین میں صاف صاف مذمت کی لیکن معترض انصاف کے تقاضوں کو کیا پورا کرتا وہ ہم پر الزام تراشنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔

ہاں آپ نے خوب فرمایا کہ مسلمان کم سرمایہ دار اور ہندو زیادہ سرمایہ دار ہیں اس لئے مجھے لیگ کو چھوڑ کر انکی مذمت کرنی چاہئے تھی! محترم بھائیو! سرمایہ داری غریب کے خون کا نچوڑ ہے اس کے مطابق امرار غریب کا خون چوسنے والی جونکیں ہیں اب آپکا مجھ سے تقاضا ہے کہ موٹی جونکوں کی طرف متوجہ ہوں اور دبلی جونکوں کو چھوڑ دوں حالانکہ کیا اس یہ ہونا چاہئے کہ موٹی جونکوں کو چھوڑ دو کہ ان میں اور خون چوسنے کی گنجائش باقی نہیں۔ ان پر نگاہ رکھو جو ابھی خون غریب کے لئے بیتاب ہیں بھلا سوچو کہ چھوٹے اور بڑے سرمایہ دار میں فرق کیوں کروں اگر خون چوسنا اور سرمایہ دارانہ ذہن رکھنا عیب ہے تو پھر ہندو کیا اور مسلمان کیا؟

کانگریسی اور لیگی سرمایہ دار

جواہر لال ہو یا جناح، غریب کی جان کے لئے دونوں عذاب ہیں میں اقتصادی نظام میں مساوات کے سلسلے میں جواہر لال کو جناح سے زیادہ مصیبت سمجھتا ہوں اور لیگی سرمایہ داروں سے کانگریسی سرمایہ داروں سے زیادہ خائف ہوں لیگ خود غرض اور بے عمل لوگوں کی جماعت ہے کانگریس باعمل اور ایثار پیشہ امرار کی سلطنت گاہ ہے بے عمل اور خود غرض لوگوں کا مقابلہ آسان ہے مگر باعمل اور ایثار پیشہ امرار کو دبانا لوہے کے چنے چبانا ہے وہ بادشاہ جو

انصاف اور ایثار کی یاد چھوڑ جائے۔ وہ اپنی نسل میں سلطنت کو مدت تک قائم رکھتا ہے وہ جو بیکار اور ظالم ہوں انکا تختہ الٹنا آسان ہوتا ہے ہمدرد انسان سرمایہ داری الحقیقت ظالموں میں سے بڑا ظالم ہوتا ہے کیونکہ اسی کے سہارے سرمایہ داری زندہ رہتی ہے کانگریس میں جتنے امیر لوگ سوشلسٹ کہلاتے ہیں وہ سیدھے سادے کارکنوں کو سنہری دھوکے میں مبتلا رکھتے ہیں شاید کسی کی امداد بھی کر دیتے ہوں لیکن ارباب دانش کے نزدیک انکا یہ فعل مستحق مذمت ہے کیونکہ اسطرح سرمایہ داری کی عمر دراز ہوتی ہے غریب کارکن نادانستہ سوشلسٹ اُمراء کا ایجنٹ بنجاتا ہے اور غریبوں کی آرزوؤں کو برباد کرنے میں اُمراء کا مددگار ہوتا ہے پنڈت جواہر لال عزم بلند لیکر اٹھا اور سچے مسلمان کیطرح اقتصادی مساوات کے خواب دیکھنے لگا لیکن جلد ہی سرمایہ دارانہ ماحول سے متاثر ہو کر امراء کی سی کہنے لگا ممکن ہے اب بھی اس کا سوشلسٹ دماغ ہو مگر اس کا وہ دل نہیں رہا کہنے کو تو سبھی لیگی سچے مسلمان، برابری اور اسلامی برادری کے قائل ہیں اور سبھی کانگریسی سوشلسٹ سرمایہ داری کے قائل ہیں لیکن کم قیمت کھادی کی ٹوپی پہنکر بیش قیمت موٹروں پر بسر کرنا سوشلزم نہیں۔ راجوں اور نوابوں کیطرح مسلمانوں کی جھونپڑیوں کے درمیان محلات تعمیر کر کے داد عیش دینا اسلام نہیں۔ یہ دونوں قسم کے لوگ خواہ کیسے رنگ بدلیں زندگی کے ڈھب بدلے بغیر نہ سوشلسٹ ہیں نہ مسلمان۔ انکے دعوے عوام کو گمراہ کرنیکے لئے ہیں۔

ناز و نعمت میں پلے لوگ حدیث فاقہ کو زیادہ دیر بیان نہیں کر سکتے۔ جواہر لال نے چند روز کی دوڑ دھوپ کی ضرور کی۔ مگر آغوش عیش میں پلا پنڈت محلات میں رہ کر جھونپڑیوں کے پریشان کن خواب کب تک دیکھتا وہ اب اشتراکی جنوں میں کب تک مارا مارا پھرتا وہ عین اسوقت اپنا عیش جنون

کھو بیٹھا جب عوام اسکی اشتراکی آواز سے سرمست ہو کر اپنا سب کچھ لٹانے کے لئے تیار رہتے۔ بہر حال جناح صاحب تو غریبوں کے لئے خواب میں بھی پریشان نہیں ہوئے لیکن میں آپکے پاس خاطر سے نہیں بلکہ اپنے احساس کی بنا پر کانگریسی سرمایہ داروں کو ملک اور عوام کے مقاصد کے لئے پیغام موت سمجھتا ہوں کیونکہ وہ بوجہ ایثار اور قربانی کے عوام کو زیادہ دیر تک مسحور رکھکر انکو لوٹنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

آزادی کے نصب العین میں کانگریس سے اشتراک

غرض ہم لیگ اور کانگریسی سرمایہ دار دونوں سے بیزار ہیں لیکن تیری طاقت سے گلو خلاصی کے بغیر ہم اپنے مقاصد میں کامیابی کی کوئی راہ نہیں دیکھتے اس لئے غلامی پسند کلمہ کو چھوڑ کر آزادی کے طلبگار کا ذکر کبھی کبھی ساتھ دینے پر مجبور ہیں یا اس کو ساتھ لینے کی ترکیب کرتے ہیں جب کانگریس کے دل میں ترنگ اٹھے تو ہم اس کی سول نافرمانی کے ساتھ ہیں جب اس کا دل حوصلہ جواب دے جائے تو ہم اسے گھسیٹ کر میدان میں مجبوراً لا کھڑا کرتے ہیں ۱۹۲۰ء میں ہم ہندو کو اپنی ضرورت کے لئے میدان میں لائے ۱۹۳۰ء میں اس کی لہر میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۴۰ء میں پھر ہم نے مہاسبھا کی مہاتما جی کو رد تے دھوتے ایک سال کی تیلی دنال کے بعد اسی راہ پر آنا پڑا۔ جس پر احرار سال سے گامزن تھے ان حقائق کے باوجود بدنیت مخالف کا طعنہ یہی رہیگا کہ ہم ہندو کے اجیر ہیں حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ ہمارے مخالف دراصل غیر اسلامی اور غیر ملکی شہنشاہیت کے بدنصیب طرفدار اور سرمایہ داروں کے بدنیت غریب ایجنٹ ہیں جو ادنیٰ آرزوؤں کی تکمیل کے لئے امراء کے مفاد کو تقویت پہنچا کر روزی کماتے ہیں اور غریب عوام کے حلق پر کند

چھری رکھتے ہیں۔
مجلس احرار غریبوں کی جماعت ہے اس کا ذہنی اشتراک موجودہ کانگریس اور لیگ سے ممکن نہیں۔ ہم دونوں کی موجودہ داخلی سیاست کو غریب ہندو اور مسلمان کے لیے چیلنج سمجھتے ہیں دونوں جماعتیں راجوں۔ نوابوں کے وجود کو قائم رکھنے پر مصر ہیں اور انہیں بدستور غریب رعایا کی گردن پر شمشیر آویزاں بنائے رکھنا چاہتی ہیں وہ غریبوں پر امیروں کے راج کو پسند کرتی ہیں ہر انصاف پسند جانتا ہے کہ ہم اپنے پروگرام کی تکمیل میں کانگریس اور لیگ دونوں کے باغی ہیں کشمیر کی تحریک میں کانگریس باش باش کرتی رہ گئی مگر ہم غریب رعایا کی امداد کو سر ہتھیلی پہ رکھ کر جا پہنچے گاندھی جی نے ہمیں اسی طرح انگریز کا ایجنٹ کہا جس طرح لیگی بھائی ہمیں ہندو کا تنخواہ دار کہتے ہیں۔ تمام کانگریسیوں نے برملا ڈفلی پیٹی کہ ہم نے گلگت انگریزوں کو دلا دیا گویا کشمیر آزاد جمہوریت تھی جس کا ایک حصہ ہم نے سرکار برطانیہ کے سپرد کر دیا یہی نہیں ہر تحریک میں کانگریسی ہماری ہوا خیزی کا زیادہ باعث ہوئے۔

احرار کی موجودہ سول نافرمانی اور کانگریس و لیگ

جب ہم نے موجودہ سول نافرمانی شروع کی تو ارباب لیگ نے بے ہمتی کے باعث اور کانگریسی نے خفت مٹانے کے لئے ہماری مخالفت شروع کی لیکن دونوں جماعتوں کو اپنے حال کے مطابق احرار سے ایک نہ ایک رنگ میں ہم آہنگ ہونا پڑا۔ لیگ کو جب اسلامی ممالک کیخلاف لشکر کشی کے متعلق وائسرائے نے یقین نہ دلایا تو اس نے فوجی سرگرمیوں میں سرکار کی مدد نہ کرنیکا اعلان کیا گو لیگ کی لیگ والوں نے بھی نہ سنی وہ

برابر باغی ہوکر انگریز کی مدد کرتے رہے بہرحال جھوٹ موٹ تو یہی بات منہ سے نکل گئی لیکن ہمارے بہادرانہ اقدام کی بدستور لیگ کی طرف سے مذمت اور اپنے ریزولیوشن اور اُسپر عمل کی شرمناک داستان سے ارباب لیگ شرمندہ تک نہیں ہوتے مگر مسلمانوں کی مخلص مگر مفلس جماعت کے سب منہ آتے ہیں۔

اسیطرح کانگریسی دوستوں کا حال ہے کہ احرار کی بروقت سول نافرمانی کو قبل از وقت قرار دیتے ہیں لیکن اگر ہم ہوا خیزی کریں اور کہیں کہ مہاتماجی راؤنڈ ٹیبل لاج میں انگریز دوستی کا حق ادا کرتے رہے جب چلے اور بندے لیکر حکومت مطمئن ہوگئی اور بھرتی کی اُسے ضرورت نہ رہی تو کانگریس نے بھی بے وقت کی راگنی الاپنی شروع کردی کہ ہم بھی سول نافرمانی کرتے ہیں ہم اس سے بڑھکر اگر یہ کہیں کہ یہ کانگریس سول نافرمانی گھوڑا چوری ہوجانیکے بعد اصطبل کو تالا لگانیکے مترادف ہے تو کیا ہو۔

لیکن نہیں جو جتنا بھی کرے اچھا ہی ہاں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ کانگریس اور لیگ دونوں ہماری مخالفت میں یکساں ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم غریب مسلمانوں کے نمائندے ہیں وہ دونوں سرمایہ دارانہ ہیں کو نظامِ حکومت پر قائم رکھنا چاہتی ہیں سوکن بھلی ہو نہیں سکتی۔

کانگریس کی طرف احرار کی رغبت

اب ان دو مخالف گروہوں میں سے کانگریس کیطرف احرار کی رغبت کو بطور طعن استعمال کیا جاتا ہے لیکن کیا کیا جائے کانگریس کا لیڈر مہاتما گاندھی تو کانگریسی وزراء کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی راہ پر چلنے کی ہدایت کرتا ہے اور وہ تنخواہ بھی پانصد لیتی ہیں مگر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے پیرو لیگی وزراء تین چار ہزار سے کم لینا کسرِ شان سمجھتے ہیں نبی کریم کی سادگی کو نظرانداز کرکے قیصر و کسریٰ کی سطوت کی وارث بنی ہوئی ہیں باوجود ان حقائق کے ہم کانگریس سپرٹ کو سرمایہ دارانہ روح خیال کرتے اور مسلمانوں کو اسکی اور لیگ کی معرفت سے بچنے کی تاکید کرتے ہیں

اور کانگرس کو محض آزادی کی جدوجہد میں گھسیٹ کر لانے میں سرگرمی دکھاتے ہیں۔

لیگ والے مٹی کے مادھو ہیں

غرض کانگرس آزادی ہند کے لئے با محترم ہوا۔ اس لئے قابل عزت. کہ ان کے ہاں کے امراء میں زندگی کی پوری علامات ہیں وہ لیگ کے خداوندوں کی طرح مٹی کے مادھو نہیں کہ خود بخود چل نہ سکیں اور لاشوں کی طرح غریبوں کے کندھوں پر ہی سفر کریں نہیں کانگرس کے سرمایہ دار خود چلتا ہے دوسروں کو ساتھ چلاتا ہے۔ خود دوڑتا ہے دوسروں کو ساتھ دوڑاتا ہے لیکن میرا خدشہ ضرور یہ ہے کہ اسکی سعی و عمل بالآخر امیروں کا غریبوں پر تسلط قائم رکھنے کا ہی باعث ہوگی لیگ کی خواہش اور کانگرس کے عمل کا نتیجہ غریب کی مستقل غلامی ہے بیشک مجھے کانگرس کی قوت عمل اور آزادی ہند کے لئے ایثار کی داد دینا پڑتی ہے لیکن اس داد کے معنے یہ نہیں کہ میں بے عقلی سے لیگ اور موجودہ کانگرس میں کچھ ذہنی فرق سمجھ لوں جس بنا پر کانگرس لیگ سے زیادہ محترم ہے اسی طرح مجھے جواہر لال. جناح سے زیادہ پسند ہے وہ ماں کے پیٹ سے چاندی کا چمچہ منہ میں لے کر نکلا تھا مگر عمر جیلوں کی دردناک تنہائیوں میں بسر کرتا رہا۔ اور مسٹر جناح بچپن میں ٹاٹ کھاٹ پر سوئے اب امیر ہو کر مزاج اتنا عالی بنا لیا کہ شاید مشرق کے روائتی شہنشاہوں کا غرور بھی نیچا ہی ہو۔ تاہم میں خدا لگتی اور غریب کے نقطۂ نظر سے بات کرتا ہوں کہ جناح اور جواہر لال دونوں کے ذہن میں امیروں کا تسلط قائم رکھنا ہے۔

غریبوں کی بھلائی کے قانون بنانا اور ہے۔ غریبوں کو برسر اقتدار لانا اور ہے۔ غریبوں کی بھلائی کا دعوٰے تو ولایت کنزرویٹو پارٹی بھی کرتی ہے مگر وہ غریبوں کو برسر اقتدار لانے کی دشمن ہے کانگرسی زارتوں

اور لیگ کی وزارتوں کا دعویٰ بھی رہی ہے۔ مگر اس سے غریب کی زندگی
میں انقلاب نہیں آسکتا۔ جب تک امیر ملک میں رہیگا غریب کا خون ضرور
چوسا جائیگا۔ جو جماعت بھی امیر کے وجود کو قائم رکھتی ہے وہ غریب کو
غلام بنانے کی مدعی ہے کانگرس کے لئے سارے احترام کے باوجود میرے
دل میں سے یہ پھانس کبھی نہیں نکلی کہ کانگرس لیگ کیطرح سرمایہ داروں کا اڈا ہے۔
ہندوستان ہندو سرمایہ داروں کا سورگ اور پاکستان مسلمان امراء کی جنت ہے
محترم مدیرانِ انقلاب لاہور کیخدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ذہن کو
صاف کر کے مجلس احرار کے رویہ پر نظر کریں ہم پاکستان کے ہی مخالف نہیں
بلکہ ہم آزادیٔ ہند کے ہندو سرمایہ دار حامیوں کی سلطنت کے بھی دشمن
ہیں ہم آئندہ نظامِ حکومت میں صرف عوام کو برسرِ اقتدار دیکھنا چاہتے ہیں
ہم صرف گاندھی جی کی ہدایت کے مطابق صحیح معنوں میں ہندوستان کو
ابوبکرؓ و عمرؓ کی بناکردہ طرز حکومت کے مطابق دیکھنا چاہتے ہیں کانگرس اور
لیگ دونوں کا جماعتی ذہن حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے عالمانہ اور غریبانہ ذہن کا
باغی ہے یہ دونوں جماعتیں غریبوں کی ہمدردی کا دم بھرتی ہیں مگر سرمایہ دارانہ نظام
کو برقرار رکھنا چاہتی ہیں حالانکہ حضرت عمرؓ نے امراء کا خاتمہ کر دیا تھا ذاتی جائداد
کا جائزہ لیکر ضرورت سے زیادہ املاک کو بحق سرکار ضبط کر لیا تھا مگر لیگ کا
پاکستان اور کانگرس کا آزاد ہندوستان دونوں بالترتیب مسلمان رؤسا کی جنت اور
اور ہندو سرمایہ دار کا سورگ ہونگے دونوں جگہ قانون غریب کو عدالتی چکی میں ڈالکر پیسیگا
اور امیر قانون پر حکومت کریگا رؤسا کے بھاگ اور جاگیں گے اور عوام کی قسمت اور بھی
موت کی نیند سو جائیگی رحم منہ چھپا کر کسی کونے میں دبک جائیگا شیطان برسرِ عام ننگا ہو کر
ناچیگا بھلا ایسے پاکستان، ہندوستان اور خالصستان کیلئے غریب کو کیونکر شامل کیا جا رہا
ہے۔

پاکستان اور سر سکندر حیات خان

کانگریس میں ایک خوبی ہے جو وہ کہتی ہے اسپر عمل ہوتا ہے لیگ جو کہتی ہے عمل اس کے خلاف ہوتا ہے لاہور لیگ کے موقعہ پر پاکستان پیدا ہوا پنجاب وزیر اعظم اسکو اٹھا پھینکنے کیلئے تیار نہیں اسکو شرارت قرار دیتا ہے میں سر سکندر حیات کی ہوشیار پور والی تقریر کا حوالہ دینا چاہتا تھا لیکن انہوں نے بسنت کی تقریب پر تقریر کی وہ اور بھی واضح تھی انہوں نے پاکستان خالصستان اور ہندوستان کی تحریکوں کو زہر آلود قرار دیا اسطرح اس بحث کو جو بیرا اور مدیران انقلاب لاہور میں چھڑی تھی ختم کر دیا مدیران انقلاب کے ممدوح سر سکندر حیات کی اس واضح رائے کے بعد اب صرف آئیں بائیں شائیں کے پاکستانیوں کے پاس کیا رہ گیا کیونکہ بقول محترم مدیران انقلاب وہ سارے پنجاب کے منتخب شدہ رہے ہیں احرار نہیں کہ جسپر غصہ ہو تو قلم اتنا باہر ہو جائے سر سکندر اور انکے ساتھی اب بھی دنیا کو بہشت سمجھکر زندگی کے عیش اڑا رہے ہیں انکے لئے پنجاب اسوقت بھی کھرا خاصہ پاکستان ہے اب پاکستانیوں کے جنتی سر سکندر حیات کی بات کو سنیں اور زہر آلود تحریک کو چھوڑ کر مجلس احرار کے ساتھ مل جائیں کیونکہ وہ سارے ہندوستان کو پاکستان بنانا چاہتی ہے جس میں سب غریب آسودہ ہوں ہر شخص اپنی طبیعت کے مطابق ترقی کر سکے۔ انسانوں میں درجے نہوں صرف انسانیت ایک درجہ ہو مجھے کامل یقین ہے کہ سر سکندر حیات کی تقریر کے بعد بیچارے پاکستانی اداس ادھر ادھر پھرتے ہونگے اور خود محترم مدیران انقلاب لاہور کنوئیں کھوٹے سے ہونگے اللہ انکو سیدھا راستہ بتائے اور وہ مجلس احرار سے ملکر ان سرمایہ دار جماعتوں اور خود غرض امراء کا تختہ الٹا دیں مگر بیچارے تو مجلس احرار غریبوں کی جماعت ہے اسپر چور اور بد دیانت ہونے کی پھبتی ضرور صادق آئیگی کیونکہ رؤسا کے نزدیک غریب چور اور بد دیانت ہوتا ہے اگرچہ یہ طعنہ سہہ سکو اور مصیبتوں کے پہاڑ اٹھا سکو تو بسم اللہ آؤ ہم سب غریب مسلمان ایک ہو جائیں اور مجلس احرار کو مضبوط بنائیں ورنہ دوسری جماعتوں کی راہ لو مگر وہاں تو امراء کا ایجنٹ بنکر غریبوں کا گلا کاٹنے کا ناخوشگوار فرض ادا کرنا ہوگا (زمزم مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۴۱ء)